© rasailojaraid.com

ماننا خلافِ شریعت ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ عقل کے خلاف، یا عقل سے متصادم ہونا ایک بات ہے، اور عقل سے بالاتر ہوتا یا سمجھ میں نہ آنا دوسری بات (شریعت کے کسی حکم کا عقل کے خلاف نہ ہونا، اوپر بیان ہوا ہے، عقل سے بالاتر ہونے کی نفی کی گئی ہے) اسی کے ساتھ اور اسی سے متعلق ایک اور ضروری امر کا ملحوظ رکھنا بھی ناگزیر ہے وہ یہ کہ کسی چیز کے عقلِ صریح اور ہدایت کے خلاف ہونے کا فیصلہ کرنا بہت نازک کام ہے اس وجہ سے عوام اور (خاص طور پر) عقلیت زدہ لوگوں کو تو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس بارے میں کوئی فیصلہ دیں اور اسے معیار بنایا جائے، اگر اب ہوا تو پھر شاید شریعت کے بہت کم احکام و اوامر ایسے باقی بچیں گے جو عقل کی سان پر چڑھا کر غیر معقول نہ قرار دیے جا سکیں یا ان میں کتر بیونت کرکے انھیں مسخ کرنے کی کوشش نہ کی جا سکے! بنابریں یہ بہت ضروری ہے کہ اس بارے میں فیصلہ کرنے کا حق تنہا ان حضرات کی جماعت کو فرد کو دیا جائے جو ایک طرف علم صحیح میں رسوخ رکھتے ہوں دوسری طرف انھیں عقل سلیم سے بھی حصّہ وافر ملا ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسئولیت عنداللہ اور آخرت کی جوابدہی کا نہ صرف انہیں یقین ہو بلکہ ہر وقت اس کا استحضار رہتا ہو!

یہ حقیقت شرعاً بھی تسلیم شدہ ہے کہ عقلاً جو بات ممکن نہ ہو یعنی محالات کے قبیل سے ہو۔ اس میں کسی ثقہ کی روایت یا شہادت بھی معتبر نہیں ہوتی بلکہ اس بات کے مردود اور نامعقول ہونے کی یہ ایک اہم علامت قرار دی جاتی ہے، چنانچہ اصول حدیث کی تمام اہم اور معتبر کتابوں میں ایک اصول یہ بھی بتایا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(مثلاً مشہور حافظ حدیث ابن حجرؒ کی شہرۂ آفاق کتاب "شرح نخبۃ الفکر" میں موضوع حدیث کی پہچان بتاتے ہوئے کہا گیا ہے) "ومن القرائن التی یدرک بھا الوضع ما یؤخذ من حال الراوی ومنھا ما یؤخذ حال المروی کأن یکون مناقضا لنص القرآن او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی او صریح العقل" اس اصول کی روشنی میں یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ اگر کوئی ثقہ شخص بھی ہلال کی رویت پر ایسی صورت میں گواہی دیتا ہے جبکہ عقلاً رویت محال ہو تو اس کی گواہی رد کردی جائے گی، اور عقل کے تقاضے پر عمل ہوگا۔ اصول ہیئت اور فلکیاتی مشاہدہ کی رو سے یہ بات مسلم ہے کہ چاند ہر مہینہ کے آخر میں کچھ دیر کے لئے بالکل سورج کے محاذی ہوجاتا ہے۔ (اسے قران شمس و قمر کہا جاتا ہے) اس وقت اس کی رویت ناممکن ہوتی ہے پھر تدریجاً اس کی محاذات سے وہ علیحدہ ہوجاتا ہے علیحدگی کے کم سے کم ۱۷ گھنٹے بعد یہ ممکن ہوتا ہے کہ چاند نظر آسکے، چاند جب سورج کے محاذی ہوکر ذرا آگے بڑھتا ہے یا محاذی ہوتا ہے تو اسے انگریزی میں "NEW MOON" اور عربی میں ولادت قمر (یا تولید قمر) کہا جاتا ہے چنانچہ فقہا نے بھی یہی تعبیر اختیار کی ہے (مثلاً دیکھئے فقہ حنفی کی مشہور کتاب شامی ص۲۸۹ ج۱)

مزید یہ کہ مسلسل مشاہدہ سے ثابت ہے (جس کے خلاف سالہا سال عرصہ میں ایک بار بھی کوئی واقعہ نہیں ہوا) کہ NEW MOON (ولادت قمر) کے کم سے کم ۱۷ گھنٹے بعد چاند قابل رویت ہوتا ہے (بلکہ عموماً بیس بائیس ۲۰، ۲۲ گھنٹے بعد) ظاہر ہے کہ قابل رویت ہونے کے بعد ہی اس کی رویت ممکن ہے اس سے قبل نہیں یہ بات متعدد سائنسدانوں نے کہی ہے جن میں بعض دیندار مسلمان سائنسداں بھی ہیں۔ مثلاً پروفیسر محمد الیاس صاحب پروفیسر ملیشیا سائنس

© rasailojaraid.com

یونیورسٹی جو اس لائن کے دنیا بھر میں تسلیم شدہ ماہر ہیں، اور جنہوں نے ایک ضخیم کتاب بھی انگریزی میں اسی موضوع پر لکھی ہے۔ جس پر گرین، ویچ، رسالہ کے نائب ایڈیٹر نے بھی اچھی ڈرسے دی ہے۔ کتاب کا نام ہے A MODERN GUIDE TO ASTRONOMICAL CALCULATIONS OF ISLAMIC CALENDAR۔

یہ حقیقت مسلسل مشاہدہ کی بنیاد پر ہی تسلیم کی گئی ہے۔ اور اس کا ذکر بعض فقہاء کے یہاں بھی ملتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر کہیں یا کبھی کوئی شخص چاند کی ولادت سے قبل یا چاند کی ولادت کے بعد [illegible] گھنٹے کے اندر چاند دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ گویا ایک محال امر کا دعویٰ کرتا ہے جس کی بنا پر اس کا دعویٰ مردود اور ناقابل قبول ہوگا۔ اور شرح نخبۃ کے حوالہ سے مذکورہ قاعدہ کی رو سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ دعویٰ بداہت کے خلاف ہوگا۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ ہر سال گرین وچ کی طرف سے شائع کردہ کیلنڈر میں "NEWMOON" کا وقت وہاں کے معیاری وقت کے لحاظ سے (حسابی اور مشاہدات بنیاد پر) شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور حسابی قواعد سے پیشگی بھی اس کا یقینی تعیین (ولادت قمر کا، نہ کہ رؤیت کا تعیین) ممکن ہے چنانچہ پروفیسر الیاس صاحب مذکور نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں [illegible] سال کا کیلنڈر شائع کر دیا ہے، جس میں تقریباً ہر علاقہ کے طول البلد اور عرض البلد کو معیار بنا کر اس میں ہونے والے "NEW MOON" کے وقت کا تعین ڈیڑھ منٹ کی تحدید کے ساتھ کر دیا ہے جس کے خلاف ہونا ممکن نہیں ہوا (اب تک کے مشاہدات اور تجربات کی بنا پر) لیکن جیسا کہ مضمون کے شروع میں گزرا۔ اس کی بنیاد پر مہینہ کی آمد کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اہلِ فن کے اقوال کی تائید

اہلِ فن کہتے ہیں کہ حساب (شمس و قمر کے رفتار کی بابت حساب) قطعی اور یقینی ہوتا ہے، اس کی فی الجملہ تائید قرآن مجید کی بعض آیات سے ہوتی ہے بلکہ یہ قول ان آیات سے مستفاد معلوم ہوتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے،

"وسخر الشمس والقمر کل یجری لأجل مسمّیٰ" (سورۃ الرعد ع۲)

"الشمس والقمر بحسبان" (سورۃ الرحمٰن ع۱) "والقمر قدرناہ منازل" (سورۃ ابراہیم ع۲۳)

ان آیات کی تفسیر میں محقق علماء کے جو اقوال ملتے ہیں ان سے اس پہلو کی مزید تائید و تقویت ہوتی ہے مثلاً محقق کبیر علامہ شوکانیؒ نے فتح القدیر میں "الشمس والقمر بحسبان" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے "یجریان متعاقبین بحساب معلوم مقدر ... وسیرهما علی تقدیر لا یزید ولا ینقص لیعلم العباد، بذلک علی عظیم قدرته وبدیع صنعه" (سورۃ الانعام ... ج/۲) اسی طرح موصوف نے ایک دوسری آیت "کل یجری الیٰ اجل مسمیٰ" (الرعد ۲) کی تفسیر میں کہا ہے۔ المراد بالاجل درجاتهما ومنازلهما التی تنتهیان الیها لا یجاوزانها (فتح القدیر ص۶۳ ج/۳)

انھوں نے ہی ایک دوسری آیت "الشمس والقمر بحسبان" (الرحمٰن) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے "ای یجریان بحساب ومنازل لا یعدوانها ولا یحیدان عنها ... یعنی ان بهما تحسب الاوقات والآجال والاعمار" (فتح القدیر ص۱۳۰ ج/۵) ایک اور آیت "قدرناه منازل" کے ذیل میں لکھا ہے "ای قدرنا مسیره منازل القمر هی المسافة

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

التی یقطعها فی یوم ولیلة بحرکة الخاصة ۔ ینزل القمر کل لیلة لا یتخطاها (فتح ص۱۲۵ ج۳)

بنا بریں اگر ایسی صورت میں کوئی شخص چاند دیکھنے کی بات کہتا ہے جبکہ ہلال کا نظر آنا یعنی حسابی طور پر دیکھا جا سکنا ممکن نہ ہو تو یہی کہنا ضروری ہے کہ اس شخص کو وہم ہوا (اگر یہ جھوٹ نہیں بول رہا ہے) اور بعض مرتبہ ایسے اشخاص نے اپنے وہم کا اقرار بھی کر لیا ہے۔ اسکے قریب قریب ایک واقعہ خیر القرون میں بھی پیش آچکا ہے۔ جس میں قاضی شریحؒ نے ایک نہایت قابل احترام شخصیت کی رؤیت کو واہمہ قرار دیا تھا اور اس کے لئے نہایت حکیمانہ تدبیر کی تھی جس سے شاہد نے خود اپنے وہم کا اقرار کر لیا تھا، اور بھی متعدد واقعات [illegible] جوہری نے اپنے رسالہ "مسئلہ رؤیت الہلال" میں لکھے ہیں ایک [illegible] پچاس سال قبل (۱۳۲۵ھ) کا لکھا ہے کہ جس میں شہادت کے [illegible] غلط ثابت ہونے پر اسے شہادت دینے والوں کے وہم یا کذب [illegible] گیا اور شہادت رد کردی گئی۔

[illegible] یہ کہ حسابی طور پر یعنی دینداری فن کے ماہرین کے متفقہ اقوال کی [illegible] اگر کوئی شہادت غلط ثابت ہو جائے تو اسے رد کر دینا چاہیے کیونکہ [illegible] یا مکذوب ہے یا موہوم ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے سوانح نگاروں کی غلطیاں اور اُن کی اصلاح

ڈاکٹر فضل الرحمٰن مصباحی مبارکپوری، (لکچرر طبیہ کالج، نئی دہلی)

آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج (دہلی یونیورسٹی) نئی دہلی کے سالانہ میگزین ۸۰-۱۹۷۹ء میں متذکرہ بالا عنوان کے تحت مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم کی مختصر سوانح حیات شائع ہوئی ہے۔ یہ مضمون اس اعتبار سے بہت وقیع ہے کہ اس کے مرتب حکیم سید کمال الدین ہمدانی پروفیسر اے کے طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ہیں اس لئے مجھے احساس ذمہ داری نے مجبور کیا کہ اس کے چند محل نظر مقامات کی نشاندہی کردوں تاکہ صحیح صورت واضح ہو جائے۔

تاریخ و تذکرہ نگاری ایسا فن ہے جس میں دیانت کے ساتھ واقعات و حوادث کو منضبط تحریر میں لانا نہایت مشکل کام ہے جو لوگ چھان بین کی زحمت اُٹھائے بغیر قلم اٹھاتے ہیں وہ اس فن کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔ میں عنوان بالا کے تعلق سے حکیم اجمل خان مرحوم سے متعلق پیدائش و وفات کی چند متخالف و متضاد تحریریں پیش کرتا ہوں جو مضحکہ خیز بھی ہیں اور افسوسناک بھی۔ اس کے بعد اصل موضوع زیر بحث آئے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسیح الملک حکیم اجمل خاں ہندوستان کے اُن چند افراد میں سے تھے جن پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ آں مرحوم کی ناگہانی موت ملک کا ایک عظیم اور ناقابلِ تلافی نقصان تھا۔ جس پر ملک اور بیرونِ ملک کے اخبارات و جرائد نے اداریے لکھے مختلف اداروں نے تعزیتی قرار دادیں پاس کیں اور رہنمایانِ ممالک نے خراجِ عقیدت پیش کئے لیکن سخت حیرت کا مقام ہے کہ مرحوم کے جانشینوں کے تحریروں میں اپنے عظیم محسن کے سالِ وفات کے بارے میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس افسوسناک اور متضاد تحریروں سے پہلے مسیح الملک کی تاریخ پیدائش میں سنہ ہجری سے سنہ عیسوی کے تطابق کی بدترین مثال ملاحظہ ہو۔

حکیم اجمل خاں کی تاریخ پیدائش ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ بتائی جاتی ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن سنہ عیسوی سے اس کی مطابقت میں عجیب و غریب گلکاریاں فرمائی گئی ہیں۔ قاضی عبدالغفار "حیات اجمل" میں رقم طراز ہیں "حکیم صاحب ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۳ء کو پیدا ہوئے" صفحہ ۳۱۔ حکیم کوثر چاندپوری اپنی کتاب "حکیم اجمل خاں" میں رقم طراز ہیں "۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۸۶۵ء کو شریف منزل میں ایک ایسا آفتاب طلوع ہوا" صفحہ ۱۴۲۔ پروفیسر کمال الدین خامہ فرسا ہیں "حکیم اجمل خاں ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے" میگزین ملاحظہ۔ ظاہر ہے کہ ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ کسی ایک ہی تاریخ اور سنہ عیسوی کے مطابق ہوگی۔ کسی شخص کی تاریخ پیدائش کے بیانِ روایت میں تو اختلاف ممکن ہے لیکن سنہ ہجری پر اتفاق کر لینے کے بعد سنہ عیسوی میں اتنا زبردست اختلاف ناقابل فہم ہے۔ حکیم کوثر چاندپوری نے تو ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ کو ۱۸۶۴ء ۱۸۶۵ء کے مطابق لکھدیا ہے۔ حالانکہ ۱۲۸۴ھ کے ماہ شوال کی سترھویں تاریخ کے ۶۴ء و ۶۵ء میں تقسیم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ان اختلافات کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تلون اور ارباب قلم کی بے احتیاطی سے پریشان ہوکر ہم نے گھنٹوں سر کھپایا تقویمی تطابق کا نتیجہ یوں برآمد ہوا۔

۶ ر رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ مطابق یکم جنوری ۱۸۶۸ء

یکم شوال المکرم ۱۲۸۴ھ مطابق ۲۶ ر جنوری ۱۸۶۸ء

۱۷ ر شوال المکرم ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۱ ر فروری ۱۸۶۸ء

اسی طرح قاضی عبدالغفار سے لے کر ہمدانی صاحب تک کی ساری مطابقتیں غلط قرا قرار پائی ہیں۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم ۱۷ ر شوال ۱۲۸۴ھ بمطابق ۱۱ ر فروری ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے تھے۔

یہ تو مسیح الملک کی تاریخ پیدائش کا ذکر تھا۔ جس کو تقریباً ایک سو پچیس[۱۲۵] برس عرصہ ہو چکا ہے ستم تو یہ ہے کہ خود مسیح الملک کے جانشینوں کی تحریروں میں آں مرحوم سنہ وفات کا اختلاف موجود ہے حکیم محمد الیاس خاں مرحوم ناظم مجلس تحقیقات ع نے "قانونِ عصری" میں لکھا ہے کہ "مذکورہ بالا اصول اور اسلوب پر آخر ۱۹۲۷ء کے ا نامبارک لمحوں تک مسیح الملک کی قیادت میں ریسرچ کا کام ہوتا رہا جبکہ انھوں نے جان جانِ آفریں کو اور اپنا طبی مشن اپنے جانشینوں کو سپرد کیا ہے[۳۲] اب اسی کے ساتھ مجلس تحقیقاتِ علمی کے ایک اہم رکن زبدۃ الحکماء حکیم کبیر الدین مرحوم کی ذیل عبارت ملاحظہ ہو جو کتاب ادویہ کے دیباچہ میں مندرج ہے۔ "اس عہد نا کے متعلق ریسرچ کا کام اسی وقت سے (۲ ر جولائی ۱۹۲۶ء) شروع کر دیا گیا آخر دسمبر ۱۹۲۸ء تک جب کہ بانی مجلس نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، تقریباً ڈھا برس کے عرصے میں۔ بحث و تمحیص اور فکر و نظر کے نتائج کا اچھا خاصا مواد جمع ہو اس عبارت سے واضح ہے کہ مسیح الملک کا انتقال ۱۹۲۸ء میں ہوا تھا۔ اور ڈھائی سا کے عرصے "کا اضافہ کر کے ۱۹۲۸ء کے سال رحلت کو باوزنی بنا دیا گیا ہے، ایسا بھی نہیں

© rasailojaraid.com